جزیرہ عرب کو یہود و نصاریٰ سے پاک کر دو (حدیث نبوی۔ بخاری)

حرمین شریفین کی مقبوضہ سرزمین پر غاصب امریکیوں کے خلاف اعلان جہاد

اسامہ بن لادن کی طرف سے

برادران اسلام خصوصاً فرزندان جزیرہ عرب کے نام

کھلا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ، ونعوذ باللہ من شرور انفسناومن سیات اعمالنا ،من یھدہ اللہ فلامضل لہ، ومن یضللہ فلا ھادی لہ، ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ.

یا ایھاالذین آمنوا اتقو اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الاوانتم مسلمون. یا ایھاالناس اتقوا ربکم الّذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءاً واتقوا اللہ الّذی تساء لون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیباً. یاایھاالّذین آمنواتقوااللہ وقوالوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً

الحمدللہ القائل ان ارید الاالاصلاح مااستطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب (ھود. ۸۸)

الحمدللہ القائل! کنتم خیرامۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ (آل عمران. ۱۱۰)

والصلاۃ والسلام علیٰ عبدہ ورسولہ القائل (ان الناس اذا راو الظالم فلم یاخذوا علی یدہ اوشک ان یعمھم اللہ بعقاب منہ) رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی.

ترجمہ:۔ اگر لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھ کر بھی اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سبھی کو عذاب میں مبتلا کر دے (حدیث نبوی)

اما بعد:۔ آج یہود و نصاریٰ اور ان کے حواریوں کے گٹھ جوڑ کے سبب اہل اسلام پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں وہ کسی بھی مسلمان کی آنکھوں سے اوجھل نہیں۔ آج دنیا بھر میں سب سے ارزاں خون مسلمان کا ہے۔ دنیا میں سب سے آسان کام اسی قوم کی عزت و آبرو اور جان و مال کو لوٹنا ہے۔ اس خون کے چھینٹے کہیں فلسطین میں اڑ رہے ہیں تو کہیں لبنان میں۔ ان کے خون سے ہولی کھیلنے کے لئے کبھی برما کو منتخب کیا جاتا ہے تو کبھی تاجکستان کو اور کبھی کشمیر، فلپائن، اوگاڈین، صومالیہ، آسام، اریٹریا، چیچنیا، اور

بوسنیا کو۔ یہ روح فرسا مناظر سب کے سب آج کی مہذب دنیا کے پردہ سکرین پر پیش کئے جا رہے ہیں۔ ان کو نہتا اور بے دست و پا کر کے مارنے کے لئے جگہ جگہ کہیں امریکہ اور اس کے حواریوں کی سازشیں ہیں تو کہیں اقوام متحدہ کے قانون و آداب۔ اب اس بات میں کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں کہ "یہودی صلیبی گٹھ جوڑ" کا اصل نشانہ اہل اسلام ہی ہیں۔ خون مسلم میں لتھڑے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ حقوق انسانی کا درس دینے والوں کی حقیقت اب طشت از بام ہو چکی ہے ذرا سوچیے کیا اب بھی دھوکہ کھانے کی گنجائش باقی ہے۔

صہیون و صلیب نے امت مسلمہ پر اب جو آخری دھاوا بولا ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے لے کر اب تک اپنی نوعیت کا سب سے بڑا سانحہ ہے اور وہ یہ کہ سرزمین حرمین شریفین پر قبضہ کر کے دن دیہاڑے امت مسلمہ کی غیرت کو للکارا گیا ہے یہ سرزمین جو چودہ سو سال سے اسلام کا گڑھ چلی آ رہی ہے اور جہاں وحی کا بابرکت نزول ہوتا رہا ہے جہاں ان کا دل ان کا قبلہ واقع ہے آج اس "دل" میں صلیب کا خنجر گھونپ دیا گیا ہے اور امریکہ اور اس کے حلیف لشکر فتح کے پھریرے لہراتے ہوئے دندناتے پھر رہے ہیں۔

برادران اسلام:۔ اس جدید عالمی نقشے کے مہیب سائے میں اور دنیا بھر میں اٹھنے والی اسلامی بیداری کے پس منظر میں ایک طویل خاموشی کے بعد دوبارہ آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ یہ وہی زبان بندی ہے جس کی بھینٹ آج کے بے شمار علماء اور داعیان اسلام چڑھائے جا رہے ہیں۔ یہ قہر و جبر کا وہی سلسلہ ہے جو اسلام کے نام لیواؤں پر اس امریکی قیادت تلے ظالمانہ صلیبی یلغار کی شکل میں دراز کیا جا رہا ہے۔ تاکہ امت مسلمہ کو دشمنان اسلام سے خبردار نہ کیا جا سکے۔ جبر کی یہ ریت بھی نئی نہیں اور اسلام کی تاریخ میں ابن تیمیہ اور عز بن عبدالسلام ایسے درخشندہ ابواب کی بھی کمی نہیں۔ چنانچہ آج بھی اگر علماء اور داعیان حق کو جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں ٹھونس کر صلیبی یہودی عزائم پورے کئے جا رہے ہیں تو یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہیں عبداللہ عزام کو قتل کیا جا رہا ہے۔ تو کہیں قبلۂ اول کی سرزمین میں احمد یاسین کو پابہ زنجیر کیا جا رہا ہے کبھی سعودیہ میں شیخ سلمان العودہ اور سفر الحوالی جیسے بے شمار علماء حق کو پابند سلاسل کیا جاتا ہے۔ اس ظلم کا ہاتھ ہم پر بھی لگا ہے بڑھتا رہا اور پاکستان، سوڈان اور افغانستان میں دربدر کر کے ہماری آواز دبانے کا سامان کیا جاتا رہا۔ جس کی بناء پر اس خاموشی کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا۔ مگر اب اللہ کے فضل سے سرزمین خراسان میں ہندوکش کی چوٹیوں پر ایک جائے پناہ میسر آ گئی ہے۔ وہی ہندوکش جہاں اللہ کے فضل سے دنیا کی سب سے بڑی عسکری قوت ریزہ ریزہ ہوئی تھی اور مجاہدین کی فلک شگاف تکبیروں کی گونج میں ایک سپر پاور کا گھمنڈ خاک میں ملا تھا۔ آج انہیں چوٹیوں سے امت مسلمہ پر صلیب و یہود کی متحدہ قوتوں کے ظلم کے خلاف ہم اپنی جدوجہد کا آغاز کر رہے ہیں خصوصاً جبکہ اس ظلم کا پنجہ استبداد قبلۂ اول پر ہی نہیں قبلۂ دوم (خانہ کعبہ) تک دراز ہو چکا ہے اس جدوجہد میں ہم اللہ کی مدد سے پر امید ہیں اور اسی کی مدد ہمارا اصل سہارا ہے۔

ہماری دعوت ہے کہ عالم اسلام اور خصوصاً سرزمین حرمین شریفین میں ہمیں جو مصائب درپیش ہیں

ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے صحیح راستہ تلاش کیا جائے ایک ظالم سے مظلوم کو حق لے کر دیا جائے یہ آفت جو کہ مسلمانوں کے دین و دنیا ہر دو پر پڑی ہے، ہر طبقہ اس سے متاثر ہوا ہے، نہ عام لوگ اس سے محفوظ رہے ہیں نہ فوج اور سیکیورٹی کے لوگ، نہ ملازم پیشہ نہ تاجر حضرات، نہ بچوں کو جائے پناہ ملی نہ ہی بوڑھوں کو، ظالم نظام کے اس وار سے طلبا بچے نہ طالبات۔ اس امت کا سب سے بڑا طبقہ اب وہ بے روزگار نوجوان بنتے جا رہے ہیں جو اعلیٰ تعلیمی ڈگریوں کے حامل ہیں اور ان کی تعداد اب لاکھوں سے تجاوز کرنے لگی ہے۔

صنعتی طبقے پر بھی وہ آفتیں ٹوٹ رہی ہیں جو زرعی طبقے پر پڑی ہیں نہ شہر ان وباؤں سے محفوظ رہ سکے اور نہ ہی دیہاتی بستیاں۔ کوئی شخص کسی ایک معاملے میں مطمئن نظر نہیں آتا۔ سرزمین حرمین میں تو یہ صورت حال ایسے آتش فشاں کی شکل دھار چکی ہے۔ جو اب کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے اس کا لاوہ معاشرے کے کفر و فساد پر پڑنے کے لئے بے چین ہے۔ ریاض اور الخبر کے دھماکے تو اس زوردار سیلاب کی خبردار کن آوازیں ہیں۔ اس کے پیچھے تو وہ بلاخیز طوفان کروٹیں لے رہا ہے جو حبس اور گھٹن کی انتہا کو پہنچنے کے سبب اٹھ جایا کرتا ہے۔

ستم یہ ہے کہ آج معاش کا مسئلہ ہی لوگوں کا اصل مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ سب کے سب شکوے معاشی ابتری، مہنگائی، قرضوں کی بھرمار اور جیلوں کے بھرے جانے کے بارے میں ہو رہے ہیں۔ کم آمدنی والے ملازم پیشہ لوگ قرضوں کے بوجھ تلے دبتے چلے جانے اور ریال کی روز بروز گرتی قیمت کا رونا روتے ہیں تو بڑے تاجر اور سرمایہ دار حکومت سے کروڑوں اور اربوں کے قرضے موصول نہ ہونے کی شکایت کرتے ہیں۔ اس وقت حکومت پر صرف اندرونی قرضے تیس کھرب چالیس ارب ریال سے تجاوز کر چکے ہیں جو کہ سود پڑنے کی وجہ سے روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں، بیرونی قرضوں کا تو کوئی حد و حساب ہی نہیں۔ لوگ پوچھ رہے ہیں کہ کیا واقعی ہمارا ملک تیل کا سب سے بڑا برآمدی ملک ہے؟ حالانکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ دراصل اللہ کا عذاب ہے جو کہ ظالمانہ نظام اور اس کی گھناؤنی حرکات پر چپ سادھ رکھنے کی وجہ سے ان پر پڑا ہے۔ یہ خاموشی جو ملک کے نظام و قانون میں اللہ کی شریعت سے رجوع کو خیرباد کہنے پر اپنائی گئی۔ مسلمانوں کے شرعی حقوق غصب کئے جاتے رہے، حرمین کی سرزمین پاک امریکی فوجی بوٹوں کی دھمک سے لرزتی رہی، انبیاء کی وراثت کا علم تھامنے والے سچے اور باعمل علما کو سلاخوں کے پیچھے قید کیا جاتا رہا، مگر قوم کی یہ خاموشی جاری رہی۔

ان مصائب کا اندازہ ایک طویل عرصہ قبل معاشرے کے اہل خیر طبقوں کو ہو چکا تھا۔ علماء، داعیان حق، اچھے تاجر حضرات، ماہرین اقتصاد اور اہم شخصیات سب اس سے خبردار تھے۔ ہر طبقے نے اس کا فوری تدارک کرنے کے لئے اپنی سی کوشش بھی کی۔ اب تو کسی کو بھی اس بات سے اختلاف نہیں کہ ملک بہت تیزی سے ایک ناقابل اندازہ تباہی کی طرف چلا جا رہا ہے۔ ایک ماہر معاشیات کے بقول "بادشاہ ملک کو

بیسیوں آفتوں کی طرف گھیر کر لے جارہا ہے " حتیٰ کہ بہت سے شہزادے قوم کے اس دکھ میں شریک ہیں اور نجی محفلوں میں ملک کی موجودہ صورت حال پر کھل کر تنقید کرتے ہیں۔ وہ حکمران شہزادے جو اقتدار کی دوڑ میں شریک ہیں وہ ملک کو تباہی کے دھانے پر لے آچکے ہیں۔ ان تمام لوگوں کی رائے میں ملک میں رائج نظام اپنی شرعی اور قانونی وقعت ایک عرصہ دراز سے کھو چکا ہے جس کے دو بڑے اسباب یہ ہیں:

(۱) اس نظام نے شریعت اسلامی کے احکام معطل کر رکھے ہیں اور اس کی جگہ انسان ساختہ قانون لاگو کئے جا رہے ہیں، پھر اس کے ساتھ ہی ساتھ زبانوں پر تالے لگائے جارہے ہیں اور خاص اس مسئلہ پر علماء حق اور صالح نوجوانوں کے خلاف خونریز جنگ روا رکھی جارہی ہے۔

(۲) یہ نظام حرمین کی سرزمین کی حفاظت میں اپنی ناکامی ثابت کر چکا ہے۔ سالہا سال سے ملکی دفاع امریکی صلیبی فوجوں کے سپرد ہے، پھر یہ مصیبت کئی اور مصائب کا سبب بنی، خصوصاً اقتصادی بحران کا، کیونکہ امریکی فوجوں کے سفید ہاتھی کو پالنا آسان کام نہیں، پھر وہ پٹرول کی پیداوار اور نرخوں کی بابت بھی اپنی صلیبی پالیسیاں ٹھونستے ہیں، جس کا تمام تر فائدہ ان کی معیشت کو ہورہا ہے اور ہم روز بروز دیوالیہ ہوتے چلے جارہے ہیں، مزید برآں وہ اپنی مرضی کا اسلحہ اپنے فوجیوں کے استعمال کے لئے اپنی من پسند قیمت پر ہماری حکومت کو فروخت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اب لوگ پوچھنے لگے ہیں کہ جب سب کچھ انہیں کو کرنا ہے تو پھر ہماری حکومت کس مرض کی دوا ہے؟

چنانچہ ہر طبقے نے اس صورتحال کو سدھارنے کے لئے اپنی سی کوشش کی۔ ہر طریقے اور ہر انداز سے، خواہ وہ تحریر و تقریر ہو یا ادب و صحافت اور شعر و نثر، انفرادی ہو یا اجتماعی، نجی یا عوامی، نصیحت کا فرض پورا کیا جاتا رہا۔ ایک کے بعد ایک عرض داشت بھیجی جاتی رہی، مراسلوں کی کوئی کمی نہ چھوڑی گئی اور کوئی طریقہ پس انداز نہ کیا گیا جس سے صورتحال کی اصلاح ہو سکتی تھی۔ ہر ایسی شخصیت کو شامل تحریک کیا گیا جو حکمرانوں پر اثر انداز ہو سکتی تھی۔ ان تمام عرضداشتوں اور مراسلوں میں اصلاح کے پیش نظر انتہائی نرم انداز، دھیماپن اور حکمت و موعظہ حسنہ کا طریق اپنایا گیا شاید کہ ان مکفرات اور پہاڑ جیسے گھناؤنے جرائم سے توبہ کرلی جائے جو دین کے محکمات اور شہریوں کے شرعی حقوق کو روندتے چلے جارہے ہیں۔

مگر بدقسمتی سے حکومت سے اس کا جواب صرف ہٹ دھرمی اور روگردانی، بلکہ ٹھٹھہ اور استہزا کی صورت میں ملا۔ یہی نہیں کہ اصلاح کے ان داعیوں پر پاگل پن اور جنون کے فتوے لگے بلکہ نوبت باینجا رسید کہ پچھلے گناہوں کو کافرانہ سمجھ کر اور بھی بڑے اور نئے گناہوں کی ضرورت محسوس کی گئی اور حرمین کی سرزمین کو اس تمام تر فساد سے بھرا جانے لگا۔ سو ہر تدبیر کرلینے کے بعد خاموشی کا کوئی جواز رہا نہ چشم پوشی کا۔

چنانچہ جب صورتحال اس خطرناک حد تک پہنچی اور تجاوزات کا سلسلہ کبائر سے بڑھ کر کفریات اور واضح ترین نواقض اسلام تک جا پہنچا تو بعض علماء اور داعی کہ جن کی قوت برداشت فساد اور ظلم و گمراہی کے اس

طوفان کے سامنے جواب دینے لگی، اٹھ کھڑے ہوئے جس کے ساتھ ہی ملک کے طول و عرض میں برائی کے انکار کی آواز سنائی دینے لگی اور اصلاح اور تلافی مافات کی دعوت عام دی جانے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس آواز کے ساتھ سینکڑوں علماء دانشور اور اہم تجارت و ملازمت پیشہ شخصیات کی آوازیں شامل ہوتی چلی گئیں۔ چنانچہ شاہ فہد کو نئے سرے سے عرضداشتیں اور مراسلے روانہ کئے جانے لگے جن میں توبہ اور اصلاح کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ ۱۴۱۱ھ (۱۹۹۰) میں خلیجی جنگ کے دوران شاہ فہد کو ملکی صورتحال کی اصلاح اور ظلم و جبر کے خاتمے کے لئے ایک عرضداشت بھیجی گئی تھی جس پر ایسی چار سو اہم شخصیات کے دستخط ثبت تھے۔ مگر اس نے اس نصیحت کو نظرانداز کیا، اور ناصحین کا مذاق اڑایا یوں صورتحال بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔

اس پر ان خیرخواہ افراد نے تذکیر اور نصیحت کی مہم اور بھی تیز کی اور مراسلوں اور عرضداشتوں کا نیا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اس سلسلے کی محرم ۱۴۱۳ھ (۱۹۹۲) والی یادداشت بطور خاص قابل ذکر ہے۔ جس میں تشخیص مرض بھی تھی اور علاج مرض بھی اور ان ہر دو امور میں شرعی اصولوں کا بھی خیال رکھا گیا تھا اور مناسب علمی انداز بھی اپنایا گیا تھا۔ ملکی نظام کے ہر رخنہ کی نشاندہی کی گئی اور ہر بڑے انحراف کو واضح کیا گیا تھا۔ اس ظلم و تعدی کی وضاحت کی گئی جو معاشرے کی اصلاح کرنے والے علماء، داعیوں، سرداران قبائل، تاجروں، پروفیسروں اور اہم نامور شخصیات کا راستہ روکنے کے لئے روا رکھا جارہا ہے۔ ان غیر اسلامی اور کافرانہ قوانین کا ذکر کیا گیا جن میں الٰہی شریعت کی بجائے انسان ساختہ حلال و حرام کے پیمانے اور ضابطے ملک کے طول و عرض میں نافذ العمل ہیں۔ ملحدانہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی تباہ کاریوں کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی، جو شخصیات کو بت بنا رہے ہیں، حقائق کو مسخ کر رہے ہیں، اہل دین کی کردار کشی اور باطل کو فروغ دے رہے ہیں، لوگوں کے ذہنوں کو لادینیت کے زہر سے آلودہ کر رہے ہیں اور یوں مسلمانوں میں الحاد، سیکولرازم، دین سے انحراف اور فحاشی و بے حیائی کو فروغ دینے کے لئے دشمنان اسلام کا سب سے بڑا ہتھیار بن چکے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ، واللہ یعلم وانتم لاتعلمون (النور، آیتہ ۱۹)

"وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں فحاشی اور بے حیائی پھیلے ان کے لئے دنیا میں بھی عذاب الیم ہے اور آخرت میں بھی، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے" (سورۃ النور آیت ۱۹)

مسلمانوں کے ان شرعی حقوق کا بھی ذکر کیا گیا جو اس ملک میں غصب کئے جارہے ہیں۔ ملک کے انتظامی مسائل اور فساد کے اسباب کی بھی نشاندہی کی گئی۔ عرضداشت میں ملک کی مالی اور اقتصادی صورتحال اور سودی قرضوں کے سبب اس کے خوفناک نتائج سے بھی خبردار کیا گیا جو کہ ملک کو دیوالیہ کرنے والے ہیں۔ اسراف و تبذیر کی بھیانک صورتحال پر بھی متنبہ کیا گیا جو امت اسلامیہ کی دولت و ثروت کو گھٹیا مقاصد اور شخصی خواہشات کی بھینٹ چڑھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ ٹیکسوں، بھتوں اور محصولوں کی صورت میں

عوام کا خون نچوڑا جا رہا ہے۔ حالانکہ ٹیکس لینا اتنا بڑا جرم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے بارے میں، جس سے زنا ہوا تھا اور پھر اس نے حد کے لئے خود کو پیش کر کے توبہ کی تھی، فرمایا:-

لقد تابت توبة لوتابها صاحب مكس لغفرله

"کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس لگانے والا ایسی توبہ کر لے تو اس کی بھی مغفرت ہو جائے" (حدیث نبوی از مسند احمد) چنانچہ ٹیکس اور محصول اللہ کے رسول کے نزدیک اتنا بڑا جرم ہے جبکہ کتنے ہی "علما" منبروں پر کھڑے ہو کر ان حکمرانوں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں جو ٹیکس اور بھتہ لیتے ہیں اور سود کا صرف گناہ ہی نہیں کرتے بلکہ اس کو قانون بھی بناتے ہیں، جو کہ کفر ہے۔

عرضداشت میں بنیادی خدمت کے مسائل کی طرف بھی توجہ دلائی گئی تھی جو کہ اب عرضداشت کے بعد کہیں سنگین تر مسئلہ بن گیا ہے، خصوصاً پانی کا مسئلہ جو کہ زندگی کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔

فوج کا مسئلہ بھی سامنے لایا گیا تھا، جس کی وقعت کا اندازہ خلیج کی جنگ نے سب کو کرا دیا تھا کہ یہ کس قدر کمزور،، ضعیف اور ناتواں ہے، ملک کے دفاع سے سراسر عاجز ہے اور اس کے کمانڈر کس قدر نااہل ہیں، جبکہ اس کا بجٹ آسمان سے باتیں کرتا ہے اور معلوم نہیں کہ یہ سارا پیسہ کہاں جاتا ہے۔

ملکی عدالتوں میں ہونے والے ظلم کا تذکرہ بھی عرضداشت میں پوری طرح موجود تھا خصوصاً وہ عدالتی فیصلے اور قانون جن میں شریعت کے وضعی قوانین نے جگہ لے رکھی ہے ملک کی خارجی پالیسی بھی عرضداشت کا حصہ بنی کہ جس میں امت مسلمہ کے مسائل کو صرف نظر انداز ہی نہیں بلکہ ذلیل اور خوار کیا جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد اور نصرت بھی کی جاتی ہے۔ غزہ واریحا (فلسطین) اور جنوبی یمن میں کمیونسٹوں کی مدد اس کی چند ایک مثالیں ہیں ورنہ ان کا شمار مشکل ہے۔

کون نہیں جانتا کہ وضعی قوانین کو لاگو کرنا اور مسلمان کے خلاف کفار کی مدد کرنا ان دس نواقض اسلام میں شمار ہوتے ہیں جن پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ومن لم يحكم بما انزل الله فاؤلئک هم الكافرون

"جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے دین کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی کافر ہیں" (سورۃ مائدہ آیت ۴۴) اور فرمایا فلا وربک لايؤمنون حتى يحكموک فيما شجر بينهم ثم لايجدوافی انفسهم حرجاً مماقضيت ويسلموا تسليماً

"نہیں تیرے رب کی قسم یہ مومن نہیں جب تک اپنے ہر نزاع میں تم کو حکم نہ بنالیں، پھر تو جو فیصلہ کرے اس سے یہ اپنے اندر حرج تک محسوس نہ کریں، اور سرتاسر تسلیم نہ ہو جائیں" (سورۃ النساء۔ ۶۵)

یہ عرض داشت اگرچہ نرم لطیف انداز سے لکھی گئی تھی، اللہ تعالیٰ کے ڈر کا واسطہ دیا گیا تھا، اور موعظہ حسنہ کا اسلوب اپنایا گیا تھا مگر اس تمام تر احتیاط کے باوجود اور اسلام میں نصیحت کی اہمت کے علاوہ اس امر کے باوجود کہ اس پر دستخط کرنے والوں کی تعداد اور علمی و سماجی حیثیت کیا ہے اور اس کے مضمون سے

ہمدردی رکھنے والے عوام کی کس قدر کثرت ہے ان سب باتوں کے باوجود اس کو کوئی بھی اہمیت نہ دی گئی۔ اس کا جواب انکار وعداور ان ہی کی صورت میں ملا اور اس کے دستخط کنندہ یا ہمدردی رکھنے والوں کو تندو تیز فتووں اور جیل کی سزاؤں کے علاوہ کوئی جواب نہ دیا گیا۔

یہ تھا اصلاح کی جدوجہد کا ایک طویل مرحلہ۔ ان بار بار کی ان تھک کوششوں سے اصلاح کے داعیوں نے اپنے اخلاص کا ثبوت دے دیا ہے کہ وہ اصلاح کے پرامن طریقے اپنانے کے کس قدر خواہشمند ہیں، ملک توڑنا اور خون بہانا ان کا مقصد نہیں۔ مگر کیا وجہ ہے کہ حکومت اصلاح کے ان تمام پرامن راستوں کو مسدود کر دینے پر ہی بضد ہے اور زبردستی ان کو مسلح عمل کی طرف دھکیل رہی ہے؟ آخر کیوں اس خونیں راستے کو ان کے لئے کھلا رکھنا چاہتی ہے؟ کس کے مفاد کی خاطر شہزادہ سلطان اور شہزادہ نایف ملک کو خانہ جنگی کی بھٹی میں جھونک دینا چاہتے ہیں؟ کیوں ایسے فتنہ پرداز ملحد عناصر کو اپنے مشیر اور حاشیہ بردار بھرتی کر رہے ہیں جنہوں نے اپنے ملک میں خانہ جنگی کی آگ بھڑکائی تھی اور اصلاح کی تحریک کو کچلنے کے لئے پورے ملک کو پولیس سٹیٹ بنایا تھا، اپنی ہی قوم کے گلے ایک دوسرے سے کٹوانے کا سامان کیا تھا اور انجام کار پورے خطے میں صہیونی اور امریکی دشمنوں کو واحد قوت کے طور پر ابھرنے کا موقع دیا جب کہ اندر سے اسی جیسے اور چوہوں نے خرد برد اور غبن کے ریکارڈ قائم کر کے ملک کو کھوکھلا کر دیا تھا۔ وزیر داخلہ شہزادہ نائف کا یہ مشیر (۱) وہ شخص ہے جس کی اپنی قوم نے اس کے ڈریکولا کردار کی وجہ سے اسے برداشت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور مجبوراً اسے وہاں معزول کیا گیا تھا۔ کوئی پوچھے تو سہی یہ شخص وہاں خون کی کتنی ندیاں بہا کر آیا ہے؟ کتنی عورتوں کو بیوہ اور کتنے بچوں کو یتیم اور بے سہارا کر آیا ہے؟ کتنی ماؤں کو خون کے آنسو رلاتا رہا ہے؟ پورے ملک کو کس طرح اس نے دوزخ بنا رکھا تھا؟ اس انسانی خون کے پیاسے انسان کو شہزادہ نایف کی شاہی مہمانداری میں کس مقصد کے لئے رکھا گیا ہے؟ کیا اس مقصد کے لئے کہ یہاں بھی وہی خونیں داستانیں رقم کی جائیں؟ یہاں بھی بیواؤں اور یتیم بچوں کے نئے ریکارڈ قائم ہوں؟ ارد گرد کے ملکوں کی طرح اس قوم کا خون بھی اس کی اپنی فوج اور پولیس سے کرایا جائے؟ بلاشک اسرائیلی اور امریکی دشمنوں کی یہی پالیسی ہے کہ وہ سارا ڈرامہ یہاں بھی رچایا جائے۔ اسی وجہ سے اس ڈرامہ کا بنیادی کردار سٹیج پر آچکا ہے۔ جب کہ اس کا سارا فائدہ انہی دشمنوں کو پہنچے گا۔ لیکن اللہ کے فضل سے ہماری قوم کی اکثریت، چاہے سویلین ہوں یا فوجی، اس خبیث منصوبے سے خبردار ہے وہ ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے دشمن کے آلہ کار ہرگز نہیں بنیں گے۔ یہ منصوبہ امریکی اسرائیلی اتحاد کا تیار کردہ ہے اور یہاں کی حکومت کا کردار اس پر عملدر آمد کرانے تک محدود ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ اگر لکڑی ٹیڑھی ہو تو اس کا سایہ سیدھا نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہماری پالیسی یہ ہے کہ

---

(۱) مراد ہے مصر کا سابق وزیر داخلہ ذکی بدر جو اخوان المسلمون اور جماعت الجہاد کو ختم کرنے کا سب سے بڑا کردار ہے۔ آج کل اس کی خدمات سعودیہ نے حاصل کر رکھی ہیں۔

ساری کی ساری توجہ اس اصل دشمن کی طرف مبذول ہونی چاہیے جس نے پہلے امت کو چھوٹے چھوٹے ملکوں میں بانٹا اور اب کئی عشروں سے ان کو ایک ایک کر کے تباہی کے گڑھوں کی طرف دھکیل رہا ہے۔ جس ملک میں بھی کوئی اصلاحی تحریک سر اٹھاتی ہے یہودی صلیبی نیٹ ورک وہاں کے مقامی ایجنٹوں کے ذریعے اسے وقت سے پہلے ختم کرادینے کے درپے ہوجاتا ہے۔ اس کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں اور ہر ملک کے حالات کی مناسبت سے پالیسیاں بنائی جاتی ہیں۔ بسا اوقات اسلامی تحریکوں کو چاروں طرف سے گھیر کر مسلح تصادم کی طرف لے آیا جاتا ہے تاکہ پھل پکنے ہی نہ پائے اور شیر اپنی کچھار ہی میں مارا جائے۔ کبھی وزارت داخلہ میں دینی علوم سے واقف ایجنٹ بھرتی کئے جاتے ہیں تاکہ وہ مختلف طریقوں سے اصلاحی عمل کو سبوتاژ کر دیں اور امت کا رخ اصلاح کے نام پر کسی اور طرف کو کر دیں، کبھی بعض صالحین تک کو استعمال کر کے قائدین اصلاح کے ساتھ مناظروں میں لگا دیا جاتا ہے تاکہ دونوں فریقوں کی تمام تر توانائیاں انہی بحثوں میں صرف ہوجائیں او بڑا کفر امت پر بدستور مسلط رہے۔ اس مقصد کے لئے فروعی مسائل پر مناظروں کو ہوا دی جاتی ہے تاکہ عبادت اور حاکمیت میں چہار سو پھیلا شرک خیریت سے رہے۔ انہی بحثوں اور جواب در جواب سلسلوں میں حق اور باطل کی ساری کشمکش کہیں روپوش کر دی جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات تو ان طریقوں سے مسلمانوں میں شخصی اور حزبی عداوتوں کے لامتناہی سلسلے جنم لیتے ہیں اور امت میں کچھ جان بچی ہو تو یوں نکال لی جاتی ہے اور اسلام کی بنیادی ترجیحات روپوش کر دی جاتی ہیں چنانچہ ان شیطانی حربوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جو وزارت ہائے داخلہ ان ملکوں میں اسلامی تحریکوں پر آزماتی ہیں ہمارے بڑے دشمن نے خود ہمارے پاس آکر ہماری مشکل حل کر دی ہے اس حالت میں صحیح راستہ یہ ہے، جیسا کہ علماء کا اتفاق ہے، اور جیسا کہ امام ابن تیمیہ نے فتاوی میں ذکر کیا ہے کہ تمام اہل اسلام مل کر کفر اکبر کو نکال باہر کرنے پر کمر بستہ ہوجائیں جو عالم اسلام کی سرزمین پر قابض ہوچکا ہے اور کفر اکبر ایسے ضرر اکبر کو دفع کرنے کے لے چھوٹے بڑے نقصان کی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔ علماء کا یہی اصول ہے کہ جب کچھ شرعی واجبات باہم متعارض ہوجائیں تو بڑے اور اہم تر فریضہ کو مقدم کیا جائے اب یہ کسی سے پوشیدہ نہیں کہ غاصب امریکی دشمنوں کو حرمین کی سرزمین سے نکالنا ایمان باللہ کے بعد سب سے بڑا فرض ہے لہذا علماء کے اس اصول کی بنا پر کسی اور چیز کو اس فرض پر مقدم ٹھہرانا درست نہیں چنانچہ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:۔

واما قتال الدفع فهو اشد انواع دفع الصائل عن الحرمة والدين، فواجب اجماعاً، فالعدو الصائل الذى يفسد الدين والدنيا لاشئى اوجب بعد الايمان من دفعه فلا يشترط له شرط، بل يدفع بحسب الامكان (كتاب الاختيارات العلميه ملحق بالفتاوى الكبرى ۶۰۸/۴)

"جہاں تک "قتال دفع" کا تعلق ہے تو وہ حرمت و آبرو اور دین پر حملہ آور دشمن کو ہٹانے کی سب سے اہم

صورت ہے، سو یہ ازروئے اجماع واجب ہے چنانچہ وہ حملہ آور دشمن جو دین و دنیا کو تباہ کرتا ہے اس کو ہٹانا ایمان کے بعد سب سے بڑا فرض ہے، سو اس فرض سے عہدہ برآئی کے لئے کوئی شرط نہیں۔ اس کو تو پوری قوت کے ساتھ ہٹانا چاہیے"۔ (کتاب الاختیارات العلمیۃ، ملحق بالفتاوی الکبریٰ ۴/۶۰۸)

لہذا جب ایسے حملہ آور کو ہٹانے کے لئے سب مسلمانوں کا مل جانا ناگزیر ہو تو تمام اختلافی مسائل کو نظر انداز کر کے ایسا کرنا ان پر واجب ہوتا ہے کیونکہ یہ مسائل کیسے بھی کیوں نہ ہوں ان کو نظر انداز کرنے کا نقصان، اس نقصان سے بہرحال کم ہو گا جو مسلمانوں کے گڑھ میں کفر اکبر کے جمے رہنے کی بنا پر ہو رہا ہے۔ اس لے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے اس مسئلے کو بیان کرتے ہوئے جس عظیم الشان اصول کی طرف تنبیہ کی ہے، اس کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ یعنی شدید تر ضرر کو دفع کرنا اور کم تر ضرر کو برداشت کرنا، اگرچہ یہ کام ایسے لشکر کے ساتھ مل کر ہی کرنا پڑے جس میں فسق و فجور کی کثرت ہو، کیونکہ ایسی صورت میں ترک جہاد کے لئے یہ بات عذر نہیں بنتی۔

چنانچہ امام صاحب تاتاریوں کا یہ جرم بیان کرنے کے بعد کہ وہ نفاذ شریعت کے تارک ہیں، فرماتے ہیں "ان تاتاریوں سے قتال اگر صالح قیادت کے پرچم تلے ہو سکے تب تو رضائے الٰہی کے حصول، اعلائے کلمۃ اللہ، اقامت دین اور اطاعت رسول کی خاطر یہ اعلیٰ ترین مقصد ہے۔ تاہم اگر ان میں کچھ فسق و فجور ہو یا ملک گیری اور سلطنت کی نیت بد بھی پائی جاتی ہو اور بعض امور میں زیادتیاں بھی ہوتی ہوں، جب کہ ان خرابیوں کے ساتھ ان کے زیر قیادت قتال کرنے کا جو نقصان دین کو ہو گا اس کی بہ نسبت (تاتاری) دشمن سے قتال نہ کرنے کا نقصان شدید تر ہو تو اس صورت میں بھی قتال واجب ہو گا اور کم تر ضرر کو برداشت کرتے ہوئے بد تر ضرر کا ازالہ کیا جائے گا۔ یہ بات اصول دین میں شامل ہے اور اس کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

بنا بریں اہل سنت والجماعت کے اصول میں یہ شامل ہے کہ ہر نیکو کار و گنہگار امیر کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے، کیونکہ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد ایک گنہگار یا فاجر آدمی کے ذریعے بھی کر سکتا ہے اور ایسے لوگوں کے ذریعے سے بھی جو نیکی سے تہی دامن ہوں ....
اس لئے دو امور میں سے ایک لازمی طور پر اختیار کرنا پڑے گا یا تو ان امراء کے ساتھ مل کر قتال چھوڑ دیا جائے جس کی بنا پر دوسروں کا غلبہ یقینی ہو گا جو کہ دین اور دنیا دونوں پہلوؤں سے زیادہ بڑے ضرر اور نقصان کے حامل ہیں یا پھر ایک فاجر امیر کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے جس کے نتیجے میں اس سے کہیں زیادہ بڑے فاجروں اور بد کاروں کو پسپا کیا جا سکتا ہے اور اگرچہ مکمل طور پر نہ سہی بیشتر احکام اسلام کا قیام ہو سکتا ہے، اس صورت حال یا اس قسم کے حالات میں یہی واجب ہے بلکہ بیشتر جنگیں جو خلفائے راشدین کے بعد لڑی گئیں وہ اسی پہلو اور نقطہ نظر ہی کی بنا پر لڑی گئیں ہیں ج ۲۸۔ صفحہ ۵۰۶

اس وقت جب کہ یہ صورتحال ہے کہ یہ خطرناک مفاسد عام ہو چکے ہیں اور منکرات آخری حد سے تجاوز

کر چکے ہیں، جو کہ اب اندھوں تک کو نظر آنے لگے ہیں اور گناہوں سے بڑھ کر ظلم عظیم کی اس حد کو پہنچ گئے ہیں جسے شرک اور تشریع وقانون سازی میں اللہ کی ہمسری کہا جاتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:-

واذقال لقمن لابنه وهويعظه يبنى لاتشرک بالله ان الشرک لظلم عظيم. (لقمان. ۱۳)

اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، بیٹا شرک کبھی نہ کرنا، شرک ظلم عظیم ہے۔ چنانچہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ حرام کرتا ہے اسے ہمارا قانون حلال کر دیتا ہے جس کی ایک مثال سود ہے، جو کہ مکہ مکرمہ جیسے بلد حرام کے اندر مسجد حرام کی دیواروں تک پہنچا ہوا ہے اور سودی بنک حرمین کے چاروں طرف اللہ تعالیٰ کو جنگ کی دعوت دیتے اور اس کے قطعی حکم کا تمسخر اڑاتے نظر آتے ہیں جب کہ "واحل الله البيع وحرم الربا" "اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے" حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس جرم پر اس قدر شدید وعید سنائی ہے کہ مسلمان سے سرزد ہونے والے کسی اور جرم پر ایسی وعید نازل نہیں فرمائی یعنی

يا ايهاالذين آمنوا اتقوا الله وذروا مابقى من الربا ان كنتم مؤمنين فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله. الايته (البقرة ۲۷۸.۲۷۹)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈر جاؤ اور (آج کے بعد) باقی ماندہ سود چھوڑ دو، گر تم مومن ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان کر دو" (البقرة)---- پھر یہ وعید تو ایک عام سود خور کے لئے ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو خود کو اللہ کا ہمسر اور شریک بنا کر قانون صادر کرنے لگے اور اللہ کے بندوں کے لئے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور جائز کرنے لگے۔ مگر اس کھلم کھلی بغاوت کے باوجود حکومت بعض نیک علمائے اور داعیوں کو پھسلانے کی کوشش میں کامیاب جا رہی ہے۔ جو اس بد ترین صورتحال اور کفر اکبر کے مسلط ہونے کے باوجود بھی کھل کر نہیں بولتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایسی صورت حال میں ہی فرض بنتا ہے کہ اپنی توانائی کی آخری رمق تک ان حملہ آور دشمنوں اور کفر کے سرغنوں کو سرزمین پاک سے نکال باہر کرنے کے لئے صرف کر دی جائے۔ یہ دشمن جو ہمارے دین اور دنیا سب کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور اس کو دفع کرنا ایمان کے بعد سب سے بڑا فرض ہے۔ یہ دشمن امریکی اسرائیلی اتحاد کی صورت میں بیت المقدس ہی کو نہیں، سرزمین حرمین کو بھی مقبوضہ بنا چکا ہے۔ تاہم یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ امت مسلمہ کے اندر جنگ چھیڑنے سے انتہائی گریز کیا جائے اور اپنے بھائیوں پر کوئی کسی طرف سے بھی ہتھیار نہ اٹھائے۔ کیونکہ ہماری نظر میں اس کے نتائج نہایت سنگین ہو سکتے ہیں مثلاً

(۱) اس سے مسلمانوں کا شدید جانی نقصان ہو گا اور اس سے متاثر ہونے والے خود مسلمان ہوں گے۔

(۲) امت مسلمہ کا شدید مالی نقصان ہو گا۔

(۳) ملک کا نیچے تک کا سارا ڈھانچہ ہل جائے گا۔

(۴) معاشرتی بگاڑ کے ساتھ ساتھ معاشی بحران پیدا ہونگے۔

(۵) پٹرول کی سب صنعتیں داؤ پر لگ جائیں گی۔ ہم اپنے مجاہد بھائیوں کی توجہ اس امر کی جانب کرانا چاہتے

ہیں کہ پٹرول کی یہ دولت مسلمانوں کی ایک بہت بڑی امانت ہے جو کل کی اسلامی مملکت کے لئے عظیم الشان قوت ثابت ہوگی۔ دنیا میں تیل کے اس سب سے بڑے ذخیرے کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ ہم غاصب امریکیوں کو بھی خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس دولت سے اس کے اصلی ورثا کو محروم کرنے اور یورپ اور جاپان وغیرہ ایسے اپنے اقتصادی حریفوں کو نقصان پہنچانے کے لئے، اور اپنے کھسیانے پن کا ثبوت دینے کے لئے اس جنگ کے اختتام پر بھاگتے وقت، مسلمانوں کی اس دولت کو تباہ کر کے جانے کی کوشش نہ کرے، ورنہ اس کے نتائج سنگین تر ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کی اس باہمی جنگ سے سرزمین حرمین کے منقسم ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ جب کہ اس ملک کے شمالی حصہ پر اسرائیل آس لگائے بیٹھا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ یہودی صلیبی اتحاد کا ایک اہم منصوبہ ہے۔ کیونکہ اتنے وسیع و عریض ملک کا وجود، جس پر اللہ کے فضل سے صحیح اسلامی حکومت قائم ہو جانے والی ہے، ساتھ میں فلسطین کے اندر بیٹھے یہودیوں کے لئے شدید ترین خطرہ ہے۔ خصوصاً جب کہ یہاں مسلمانوں کا قبلہ واقع ہے۔ اس وجہ سے سرزمین حرمین عالم اسلام کی وحدت کی علامت ہے اور اس پر کٹ مرنے کے لئے دنیا جہان سے مسلمان کھنچے آئیں گے، اقتصادی دولت سے یہ خطہ ارضی پہلے ہی مالامال ہے، کیونکہ دنیا کا سب سے بڑا تیل کا ذخیرہ اسی ملک کے پاس ہے۔ پھر اس ملک کے فرزندان توحید اپنے آباء و اجداد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کو سمجھتے ہیں۔ انہی کی سیرت سے والہانہ لگاؤ رکھتے ہیں۔ اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور امت کو پھر سے عزت کے راستے پر گامزن کرنے کے لئے صحابہ کرام ہی کو اپنے لئے اسوہ اور مثال سمجھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک انتہائی اہم اور اسٹریٹیجک حیثیت یمن کی لڑاکا قوم کی بھی ہے جس سے ہمیں قتال فی سبیل اللہ کے لئے انتہائی جنگجو کمک بلاحد و حساب مل سکتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی ہے۔

يخرج من عدن ابين اثنا عشر الفاً ينصرون الله ورسوله، هم خير من بيني وبينهم (رواه احمد بسند صحيح)

"عدن (یمن) سے بارہ ہزار کا ایک لشکر نکل کر اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرے گا، میرے اور ان کے درمیان جتنے لوگ آئیں گے وہ ان سب سے افضل ہونگے" (حدیث صحیح بروایت مسند احمد) یمن کی جنگجو قوم ہمارے ساتھ مل کر ان شاء اللہ یہودی صلیبی اتحاد کے لئے خطرہ بنے گی۔ امریکی قابض فوجوں کا دفاع کرتے ہوئے جو بھی اسلامی قوتوں کے ساتھ جنگ کرے گا۔ چاہے اس کے لئے کتنے بھی عذر کیوں نہ تراشے جاتے ہوں وہ ایک فاش غلطی ہوگی کیونکہ یہ قابض فوجیں پہلے یہاں کی مقامی قوت ختم کرائیں گی اور پھر معرکے کا انجام اپنے حق میں کریں گی۔

فوج اور نیشنل گارڈز کے جوانو! تم اسلام کا سرمایہ ہو اللہ تمہارا پاسبان ہے

اے توحید کے پاسبانو! عقیدہ کے رکھوالو! تم اس قوم کے فرزند ہو جو اسی ارض پاک سے نور ہدایت کی مشعلیں لئے دنیا کے ظلمت کدوں میں روشنی پھیلانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ سعد بن ابی وقاص،

قعقاع بن عمرو تمیمی اور مثنی بن حارثہ کے پوتو! تم تو اس مقصد کے لئے میدان سپاہ گری میں آئے ہو کہ اللہ کے راستے میں جہاد ہو، اللہ کا کلمہ سربلند ہو۔ اسلام کے مقدس مقامات اور سرزمین حرمین کی حفاظت کرتے ہوئے ہر غاصب حملہ آور کا رخ موڑ دو۔ تمارا مقصد ایک بابرکت مقصد ہے مگر حکومت نے یہ سب مفہومات بدل دیئے ہیں، امت کو ذلیل ورسوا کیا اور ملت سے سرکشی کی ہے چنانچہ بجائے اس کے کہ بیت المقدس کو واگزار کرایا جاتا اور پچھلے پچاس سال کے بار بار کے وعدوں پر عمل کرتے ہوئے قبلۂ اول کو آزاد کرایا جاتا، الٹا سعودی حکومت نے امت کو کوئی تحفہ دیا تو یہ کہ آج مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں امت کے باقی ماندہ مقدس مقامات کی حفاظت کے لے نصرانی افواج کے کافر مرد ہی نہیں عورتیں تک جوق درجوق چلی آرہی ہیں! یوں حرمین کی سرزمین صلیبیوں کو دے دی گئی۔ شاہ فہد (برطانیہ میں) خود صلیب پہن آیا ہے تو یہ اس کے لئے کون سی بڑی بات ہے! اب بادشاہ سلامت اپنے صلیبی مہمانوں کے لئے دروازے کھول چکے ہیں۔ ملک کے طول وعرض میں جگہ جگہ اب امریکہ اور اس کے حلیفوں کے اڈے بن چکے ہیں۔ کیونکہ ان کی مدد کے بغیر اسے اب کوئی جائے پناہ نظر نہیں آتی۔ آپ لوگ تو ان غیر ملکی فوجوں کی موجودگی اور ان کے گھناؤنے منصوبوں سے بخوبی واقف ہونگے۔ لہذا یہ امت سے خیانت ہے، کفار سے دوستی ووفاداری ہے اور مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد ہے۔ اور ظاہر ہے یہ باتیں دس نواقص اسلام (جن باتوں سے آدمی کافر ہو جاتا ہے) میں شمار ہوتی ہیں۔ شاہ فہد کا یہ اقدام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کی بھی کھلم کھلی خلاف ورزی ہے جو آپ نے بستر مرگ پر دنیا سے رخصت ہوتے وقت امت کو فرمائی تھی یعنی مشرکین کو جزیرہ عرب سے باہر نکال دو (حدیث نبوی صحیح بخاری) آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔

لئن عشت ان اشاء اللّٰہ لاخرجن الیھود والنصاری من جزیرۃ االعرب (صحیح الجامع الصغیر)

اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ جزیرہ عرب کو یہود و نصاریٰ سے بہر صورت پاک کر چھوڑوں گا (حدیث نبوی صحیح الجامع الصغیر)

رہا یہ دعویٰ کہ دفاع کی غرض سے صلیبی افواج کی سرزمین حرمین میں موجودگی ایک ضرورت اور انتہائی وقتی سا مسئلہ ہے، تو یہ بات اب پرانی ہو چکی ہے خصوصاً جب کہ عراق کو پوری وحشت اور درندگی سے تباہ کر لیا گیا ہے اور اس کی فوجی قوت کو برباد کر دیا گیا ہے۔ (جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کینہ پرور صلیبی کیا عزائم لے کر یہاں آئے ہیں)۔ اس کے بعد بھی یہ مطالبہ ماننے سے صاف انکار کیا جارہا ہے کہ اب تو ان صلیبی فوجوں کی جگہ مقامی اور مسلمان ممالک کی فوجیں تعنیات کر دی جائیں۔ پھر اس فریب کا پردہ تو امریکہ کے آئمہ کفر نے پے درپے بیانات سے خود چاک کر دیا ہے۔ صرف امریکی وزیر دفاع ولیم پیری کا خبر کے دھماکہ کے بعد شائع ہونے والا بیان ہی ملاحظہ ہو کہ "خلیج میں ہماری موجودگی امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے ہے" اس سلسلے میں شیخ سفر الحوالی نے جو اس وقت سعودیہ میں جیل کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ستر صفحے

کی ایک کتاب تصنیف کر رکھی ہے جس میں انہوں نے قطعی ثبوت اور دلائل دے کر ثابت کیا ہے کہ امریکیوں کی جزیرہ عرب میں موجودگی دراصل جزیرہ عرب پر باقاعدہ فوجی قبضہ ہے اور اس کے منصوبے اب نہیں بلکہ بہت عرصہ قبل تشکیل پا چکے ہیں اور یہ کہ سعودی حکومت کا یہ دعویٰ ویسا ہی ایک دھوکہ ہے جیسا آج سے نصف صدی قبل فلسطینی مجاہدین کو دیا گیا تھا اور خاموشی سے مسجد اقصیٰ کو ہتھیا لیا گیا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ۱۳۵۴ھ (۱۹۳۶ء) فلسطین کی مسلمان قوم برطانوی تسلط کے خلاف جہاد کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی، اور برطانیہ مسجد اقصیٰ کے لئے بپھری ہوئی مسلمان قوم کو دبانے میں ناکام ہو گیا تو شیطان نے ان کو یہ تدبیر سجھائی کہ فلسطین میں اس مسلح جہاد کا راستہ روکنا صرف ان کے ایجنٹ شاہ عبدالعزیز کے ذریعے ممکن ہے، کیونکہ مجاہدین کو دھوکہ دینے کے لئے ایسی ہی "پارسا" شخصیت کی ضرورت تھی۔ شاہ عبدالعزیز نے یہ ڈیوٹی باحسن طریق انجام دی اور اپنے دو بیٹوں کو فلسطینی مجاہدین کو یہ یقین دہانی کرانے کی مہم دے کر بھیجا کہ شاہ عبدالعزیز برطانوی حکومت ان کے تمام وعدوں پر عملدار آمد کی ضمانت دینے کے لئے تیار ہے اس لئے اگر مجاہدین جہاد روک لیں تو برطانوی حکومت انکے سب مطالبات منظور کر لے گی۔ اس طریقے سے شاہ عبدالعزیز نے مسلمانوں کا قبلہ اول لٹانے میں اپنا کردار کیا تھا، مسلمانوں کے خلاف نصرانیوں کے ساتھ موالات کا مظاہرہ اور مسجد اقصیٰ کا مسئلہ اٹھانے اور اس کی خاطر مجاہدین کی نصرت کرنے کی بجائے ان کو ذلیل اور خوار کیا تھا۔ آج اس کا بیٹا شاہ فہد اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دوسری بار امت مسلمہ کو ویسا ہی فریب دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ تا کہ جو مقدس مقامات مسلمانوں کے پاس رہ گئے تھے وہ اب کی بار جاتے رہیں۔ چنانچہ وہ امت کو بیوقوف بنا کر یہ یقین دلاتا رہا ہے کہ یہ صلیبی فوجیں سرزمین حرمین کے دفاع کی خاطر مہمان بنی ہیں اور یہ مہمانداری چند مہینوں کی بات ہے یہ فوجیں اپنا کام کر کے فوراً جہاں سے آئی تھیں، وہیں واپس چلی جائیں گی۔ یہ جھوٹ بول کر اس نے علماء سے فتوے پر فتوے لئے۔ مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنس منعقد کر کے اس نے عالم اسلام کے علماء اور اسلامی قائدین کا ایک جم غفیر اکٹھا کیا اور ان سے قرار دادیں منظور کرائیں۔ آج صلیبی فوجوں کو ہمارے ہاں آئے ہوئے ساتواں سال جارہا ہے۔ ہماری حکومت ان کو نکالنے سے ہنوز عاجز ہے۔ مگر وہ اپنی قوم کے سامنے اس عاجزی کا اعتراف کرنا بھی نہیں چاہتی۔ اب وہ جھوٹ پر جھوٹ بولے چلی جارہی ہے۔ ابھی تک وہ مسلمانوں کو یہ باور کرائے چلی جارہی کہ امریکی کافر نکل جائیں گے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ ایں خیال است و محال است و جنوں، پھر مومن تو کبھی ایک بل سے دو بار نہیں ڈسا جاتا اور عقلمند تو دوسروں کا انجام دیکھ کر سبق پکڑ لیتا ہے۔

فوج اور نیشنل گارڈز کے جوانو! بجائے اس کے کہ حکومت تمہیں ان غاصبوں کے خلاف داد شجاعت دینے کا موقع فراہم کرتی، اس نے تمہیں انہی دشمنوں کی چوکیداری کا فرض سونپ دیا ہے۔ یہ فریب کاری اور ذلیل کرنے کی آخری حد ہے۔ اس سے بڑی رسوائی اور کیا ہو گی؟ مٹھی بھر لوگ جو اس وقت فوج، پولیس، نیشنل گارڈز اور سیکورٹی کے محکموں میں حکومت کے مذموم مقاصد پورے کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے

حقوق اور ان کے دین اور جان و مال کے سودے کرنے میں باتھ بٹا رہے ہیں ہم ان کو یہ حدیث قدسی یاد دلانا چاہتے ہیں۔ من عادی لی ولیاً فقد آذنته بالحرب (رواہ البخاری)

(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) "جو میرے کسی دوست سے دشمنی کرتا ہے تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیتا ہوں۔ (حدیث نبوی صحیح بخاری)

وقوله صلى الله عليه وسلم يجئى الرجل اخذاً بيد الرجل، فيقول يارب هذا قتلنى، فيقول الله له لم قتلته، فيقول قتلته لتكون العزة لک، فيقول فانها لى، ويجئى الرجل اخذاً بيد الرجل، فيقول اى رب ان هذا قتلنى، فيقول الله لم قتلته، فيقول لتكون اعزة لفلان، فيقول انها ليست لفلان، فيبوء باثمه (رواه النسائى بسند صحيح)

"قیامت کے روز ایک آدمی ایک دوسرے آدمی کو ہاتھ سے پکڑ کر لائے گا اور کہے گا اے پروردگار اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تم نے اسے قتل کیوں کیا؟ تو وہ کہے گا میں نے تیری عزت کو دوبالا کرنے کے لئے اس کو قتل کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:- بے شک عزت مجھ ہی کو سزاوار ہے۔ ایک دوسرا آدمی ایک اور آدمی کو ہاتھ سے پکڑ کر لائے گا اور کہے گا اے پروردگار اس نے مجھے قتل کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے اسے قتل کیوں کیا؟ تو وہ کہے گا اسلئے کہ فلاں کا اقتدار عزت و طاقت پائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، عزت اس کو سزاوار نہ تھی، سو وہ اس خون کے گناہ کا ذمہ دار ٹھہرائے گا (حدیث نبوی سنن نسائی سند صحیح) نسائی کی ایک روایت میں ہے۔

وفى لفظ عن النسائى ايضاً يجئى المقتول يوم القيامة متعلقاً بقاتله، فيقول الله فيم قتلت هذا، فيقول فى ملک فلان)

"روز قیامت ایک مقتول اپنے قاتل سے چمٹا ہوا آئے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا؟ تم نے اسے قتل کیوں کیا؟ تو وہ کہے گا فلاں کے اقتدار کی خاطر"

چنانچہ آج تمہارے اپنے بھائی اور بیٹے .... سرزمین حرمین کے فرزند .... اس سرزمین پر قابض دشمنوں کو نکالنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز کر چکے ہیں۔ بلاشک تمہاری بھی شدید خواہش ہے کہ اس امت کی کھوئی عزت لوٹانے اور اس کے مقبوضہ مقدس مقامات آزاد کرانے کا یہ فرض ادا ہونے لگے تاہم تم سے یہ بات اوجھل نہ ہو گی کہ اس مرحلہ میں خاص انداز کی مناسب جنگی تدبیریں اختیار کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہماری مسلمان افواج اور دشمن کی افواج میں طاقت کا توازن ایک سا نہیں۔ ایسی صورت میں چھوٹے چھوٹے سریع الحرکت لشکر ضروری ہوتے ہیں جو مکمل رازداری سے کام کریں۔ یعنی یہ کام مقامی اور غیر فوجی لوگ گوریلا کارروائیوں کے ذریعے انجام دیں۔ آپ لوگ آگاہ ہوں گے کہ اس مرحلہ میں حکمت کا تقاضا ہے کہ ہماری مسلح افواج صلیبی دشمن فوجوں کے ساتھ جنگی انداز کی مڈھ بھیڑ سے گریز کرتی رہیں، ہاں انفرادی طور پر کسی سرفروشی کا موقع ملے تو مسلح افواج کے جوان بھی (انفرادی حیثیت میں) ایسا دلیرانہ اقدام

کر سکتے ہیں۔ تاہم مسلمان فوجوں کی عمومی نقل و حرکت میں اس کا کوئی مظاہرہ نہیں ہونا چاہیے تاکہ جب تک کسی بڑی اور واضح مصلحت کا تقاضا نہ ہو فوج ہر قسم کے رد عمل سے محفوظ رہے اور دشمن مسلسل زک اٹھاتا رہے اور اندر ہی اندر اس کی کمر ٹوٹتی رہے یوں ذلت اور خواری اٹھا کر وہ یہاں سے نکلنے پر مجبور ہوتا چلا جائے اور مسلمانوں کا خون بھی کم سے کم ہے۔ لہذا تمہارے مجاہد بھائی اور بیٹے، اس مرحلہ میں، تم سے صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ان کو اس عمل کے دوران ضروری معلومات، اسلحہ اورر دیگر ضروریات سمیت ہر ممکنہ مدد فراہم کی جاتی رہے۔ خصوصاً سراغرساں اداروں میں کام کرنے والوں سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کی پردہ پوشی کرتے رہیں، دشمن کو ان کے بارے میں غلط معلومات فراہم کر کے بھٹکاتے رہیں، دشمن کی صفوں میں خوف و ہراس پیدا کریں اور خاموشی کے ساتھ ہر ایسی صورت اختیار کئے رہیں جس سے قابض دشمنوں کے خلاف مجاہدین کی مدد ہو سکتی ہو ہم اپنے فوجی بھائیوں کو صاف صاف خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت جذباتی ہو کر مسلح افواج، نیشنل گارڈز یا سیکیورٹی کے اداروں کے خلاف خود سے کارروائی کرا کے اسے مجاہدین سے منسوب کر سکتی ہے، تاکہ مجاہدین اور فوج میں پھوٹ پڑ سکے۔ ایسے ہر وار کو پوری دانشمندی سے خالی جانے دینا نہایت ضروری ہے۔

اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ عباد اور بلاد پر یہ جو سب مصائب ٹوٹ رہے ہیں، حکومت ہی ان کی پوری پوری ذمہ دار ہے۔ تاہم ان تمام مصائب کی اصل جڑ قابض امریکی دشمن ہے۔ لہذا اس وقت تمام کوششیں اسی دشمن کو مارنے اور اسی کے لئے کمین لگانے پر صرف ہونی چاہیئیں تا آنکہ اللہ کے فضل سے یہ دشمن ذلیل و رسوا ہو کر شکست کھائے۔ پھر ان شاء اللہ وہ وقت بھی آئے گا جب تم اللہ کا کلمہ بلند اور کفار کا کلمہ سرنگوں کرنے کے لئے اپنا مطلوبہ کردار ادا کرو گے، جب ظالموں پر آہنی ہاتھ پڑے گا، حقداروں کو ان کے حقوق لوٹیں گے۔ معاملات اپنے طبعی انجام کو پہنچیں گے اور تمہارے لئے اپنے اسلامی فرائض ادا کرنے ممکن ہونگے۔ ان مسائل پر الگ سے بات کسی اور موقعہ پر ہو گی۔

عالم اسلام خصوصاً جزیرہ عرب کے ہر مسلمان بھائی کے نام:۔

تمہارا وہ روپیہ پیسہ جو تم امریکی مصنوعات کی خریداری پر صرف کرتے ہو وہ گولیاں بن کر تمہارے فلسطینی بھائیوں کے سینوں میں اتر رہی ہیں۔ کل یہی گولیاں سرزمین حرمین کے فرزندوں کے سینوں میں بھی اتریں گی۔ ان کفار کی مصنوعات اور سازوسامان خرید کر ہم ان کی معیشت کو اپنے ہاتھوں سے مضبوط کر رہے ہیں اور خود روز بروز دیوالیہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

سرزمین حرمین میں ہر مسلمان بھائی کے نام:۔

کیا عقل یہ بات تسلیم کرتی ہے کہ ہمارا ملک امریکی اسلحہ کا پوری دنیا میں سب سے بڑا خریدار اور خطہ میں امریکہ کا سب سے بڑا تجارتی شریک ہو، وہی امریکہ جو سرزمین حرمین پر قبضہ جما چکا ہے اور فلسطین پر

قابض یہودیوں کو جانی و مالی امداد کے علاوہ اسلحہ کے ڈھیر سپلائی کر رہا ہے تا کہ وہ آرام سے وہاں مسلمانوں کو تباہ و برباد کر سکیں! تجارتی اور معاشی بائیکاٹ کے ذریعے غاصب امریکیوں کو مسلمانوں کے سرمائے سے محروم کرنا ان کے خلاف ہونے والے جہاد میں شمولیت کی نہایت اہم صورت ہے یہ ان کے خلاف ہمارے بغض و نفرت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے اس طریقے سے ہم یہود و نصاریٰ سے اپنے مقدس مقامات کو پاک کرانے اور اپنی سرزمین سے ان کو ناکام و نامراد لوٹانے کے عمل میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ ہم اس بات کے بھی منتظر ہیں کہ سرزمین حرمین میں ہماری خواتین امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ ان شاء اللہ جب دشمن پر مجاہدین کی عسکری ضربوں کے ساتھ ساتھ معاشی بائیکاٹ کی ضرب بھی پڑے گی تو اس کی شکست قریب تر ہو جائے گی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو آپ کے دشمن کی شکست اتنی ہی دور ہوتی چلی جائے گی۔ لہذا اگر مسلمانوں نے اپنے مجاہد بھائیوں کا ساتھ نہ دیا اور امریکی دشمن کا اقتصادی بائیکاٹ کرنے پر کمر بستہ نہ ہوئے تو یہ اس کی ایک طرح کی مالی امداد ہو گی جو کہ جنگ میں فوجوں کا ایک اہم سہارا ہوتا ہے۔ اس صورت میں جنگ کا طویل ہو جانا یقینی ہے جس میں ظاہر ہے کہ آپ کے مسلمان بھائی ہی پسیں گے۔

دنیا کے تمام کے تمام سیکورٹی اور سراغرسانی کے ادارے مل کر بھی کسی ملک کے شہریوں کو اپنے دشمنوں کی مصنوعات خریدنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ اس لئے امریکی دشمن کی مصنوعات کا معاشی بائیکاٹ اس کی کمر توڑنے کے لئے ایک نہایت اہم اور مؤثر ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار کا نہ تو لائسنس ہوتا ہے اور نہ ہی کسی وقت اس کے پکڑے جانے کا اندیشہ ہے۔ لہذا اسے بے دریغ استعمال کرنا ہم سب کا فرض ہے۔

اختتام سے پہلے ہمیں نوجوانان اسلام سے بھی بات کرنی ہے، وہ نوجوان جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخشاں مستقبل کے ستارے ہیں۔ آج جس اندوہناک مرحلے سے یہ امت گزر رہی ہے اس میں اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے یہ نوجوان ہی اٹھ رہے ہیں۔ آج جب اسلام کے تحفظ کی خاطر ملک کے اندرونی اور بیرونی محاذوں پر ظلم و عدوان کا سامنا کرتے ہوئے بڑے بڑے ناموروں کی ہمتیں جواب دے گئی ہیں، اور ذرائع ابلاغ کے زور دار جھگڑوں میں پوری امت کے اوسان خطا ہونے کو ہیں، انہی نوجوانوں نے مقدسات اسلام پر قابض امریکی یہودی اتحاد کے خلاف جہاد کا پرچم لہرایا ہے۔ حکومتی دہشت گردی کے خوف سے جب دوسرے دم کھینچ کے بیٹھ گئے، یا دنیا کی لالچ میں آ گئے، تو یہ تھے جنہوں نے اس خیانت عظمیٰ کا پردہ چاک کیا اور حرمین شریفین پر ناپاک امریکی تسلط کے خلاف اپنے دست و بازو پیش کرنے لگے۔ مگر اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں فدا ساتھی بھی نوجوان ہی تھے۔ ایسے سلف ہوں تو ان کے ایسے ہی وارث ہونے چاہییں .... اس امت کے فرعون ابوجہل کی گردن پر پڑنے والی تلواریں بھی کمسن نوجوانوں ہی نے تھام رکھی تھیں۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کے دن میں قتال کی صف میں تھا۔ میں نے پلٹ کے دیکھا تو میرے دائیں بائیں دو کمسن نوجوان تھے۔ جس جگہ

وہ کھڑے تھے وہاں مجھے خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔ ان میں سے ایک دوسرے سے چھپا کر مجھ سے مخاطب ہوا چچا جان آپ مجھے ابوجہل دکھا دیں، میں نے کہا تم اس کا کیا کرو گے؟ وہ بولا مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتا رہا ہے۔ اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں تب تک اس سے الگ نہ ہوں گا جب تک ہم دونوں میں سے ایک مر نہ جائے۔ مجھے اس کی بات سے تعجب ہوا۔ دوسرے نوجوان نے مجھے آنکھ سے اشارہ کیا اور ویسی ہی بات کی۔ ابھی میں دیکھ ہی رہا تھا کہ ابوجہل لشکر میں گھومتا نظر آ گیا۔ میں نے ان سے کہا دیکھ نہیں رہے یہی ہے جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے یہ سنتے ہی وہ اس پر اپنی تلواروں کے ساتھ جھپٹ پڑے اور جہنم واصل کر کے دم لیا۔

یہ تھی نوجوانوں کی ہمتیں اور عزیمتیں، ہمارے آباؤ اجداد یہی تھے۔ یہ نوجوان کم سن تھے مگر ان کی ہمت و جرات اور اللہ کے دین کے لئے ان کی غیرت عظیم تر تھی۔ کس طرح وہ اس امت کے فرعون اور مشرکین کے سرغنے کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور دشمن کے رخنوں کو نظر میں کرنے کے لئے سرگرداں رہتے ہیں۔ اس جذبہ کو رخ دینے میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کفر کے سرغنہ کی نشاندہی کر کے وہ کردار ادا کیا جو دشمن کے ٹھکانوں سے واقف کار لوگوں کا ہونا چاہیے۔ ان پر فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو دشمن کے ٹھکانوں کی نشاندہی کر دیں تا کہ نوجوانوں سے ان کو یہ جواب سننے کی آس ہو کہ "اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں تب تک اس سے الگ نہ ہوں گا جب تک ہم دونوں میں سے ایک مر نہ جائے"

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کا قصہ بتاتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ امیہ بن خف کو قتل کرنے پر مصر ہیں اور کہے جا رہے ہیں "امیہ کفر کا سرغنہ ہے آج وہ نہیں یا میں نہیں"

کچھ روز بیشتر خبر رساں ایجنسیوں نے امریکی صلیبی وزیر دفاع کا ایک بیان نشر کیا ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ میں نے ریاض اور الخبر کے دھماکوں سے ایک ہی سبق سیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان بزدل دہشت گردوں کے سامنے ہر گز پس قدمی نہ کی جائے۔"

ہم امریکی وزیر دفاع کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ تمہاری یہ بات ایک خوبصورت لطیفہ ہے، جس سے روتے بھی ہنس پڑیں۔ دراصل یہ تم پر چھائے ہوئے خوف و ہراس کی علامت ہے۔ تماری یہ بہادری بیروت میں کہاں چلی گئی تھی جب ۱۹۸۳ء کے دھماکوں نے تمہارے ہوش اڑا دیے تھے اور تمہیں اپنے مایہ ناز میرینز فوجیوں کی ۲۵۱ لاشیں اٹھانی پڑی تھیں؟ کیا تمہیں اپنی وہ بہادری یاد نہیں جب عدن میں صرف دو زوردار دھماکوں کی کارروائیوں کے نتیجے میں تم نے چوبیس گھنٹے سے بھی کم مدت کے اندر بھاگ نکلنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور مڑ کر پیچھے دیکھنے کی ہمت بھی نہ کرتے تھے؟

یہ سب تو پھر کم ہے، تمہاری اصل ذلت تو صومالیہ میں ہوئی ہے جہاں مسلسل کئی ماہ تک دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ میں امریکہ کے سپر پاور بن جانے کا ڈھنڈورا پیٹ لینے کے بعد بیسیوں ہزار بین الاقوامی فوجوں

کے جلو میں تمہارے اٹھائیس ہزار فوجی صومالیہ میں اترے تھے لیکن چھوٹے چھوٹے معرکے دیکھ کر ہی، جن میں مرنے والے امریکی فوجی چند درجن سے تجاوز نہ کر پائے تھے، اور صرف ایک امریکی پائلٹ کو رسی سے باندھ کر مقدیشو کی سڑکوں پر کھینچا گیا تھا کس ذلت و رسوائی سے تم لاشیں کاندھوں پر لادے دم دبا کر بھاگے تھے؟ اس وقت بھی تو کلنٹن نے بڑی بڑی سکرینوں پر انتقام لینے کے زوردار دعوے کئے تھے مگر اس کی یہ سب بڑھکیں صومالیہ سے رسوا کن واپسی کی تمہید ہی ثابت ہوئی تھیں۔ اللہ نے تمہیں ذلیل کیا تھا اور تم خوار ہو کر وہاں سے نکلے تھے۔ ساری دنیا نے تماری ذلت اور لاچاری کا تماشا دیکھا اور تینوں اسلامی شہروں (بیروت، عدن اور مقدیشو) سے واپسی کے لئے تمہارے فوجیوں کے اٹھتے ہوئے قدموں کے مناظر عالم اسلام کے دلوں کی ٹھنڈک کا باعث بنتے رہے۔

امریکیو سنو! سرزمین حرمین کے مسلمان عرب نوجوان اگر افغانستان تاجکستان اور چیچنیا میں روسیوں اور بوسنیا میں سربیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے دیوانہ وار نکل کھڑے ہوتے رہے ہیں اور دنیا کے ہر خطے میں کفر سے برسرپیکار ہو کر اپنے ایمان کا ثبوت دیتے ہیں تو وہ سرزمین حرمین کے ہی فرزند اپنے گھر میں اسلام کی عزت و ناموس کو بچانے کے لئے اور قبلہ جیسے مقدس مقام کے تحفظ کے لئے تو کہیں بڑھ کر جوانمردی کا ثبوت دیں گے۔ پھر وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کعبہ کے لئے تو پورے عالم اسلام کے دل دھڑکتے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمان اس عظیم ترین فریضہ کی ادائیگی میں ان کی نصرت اور مدد سے دریغ کرنا جرم عظیم سمجھتے ہیں اور کعبہ کہ حفاظت ہر مسلمان اپنا فرض اولین جانتا ہے۔

ولیم صاحب:۔ ہمارے یہ نوجوان موت کے ویسے ہی شیدائی ہیں جیسے تم لوگ زندگی کے دلدادہ ہو۔ عزت و حشمت اور جرأت و بسالت ان کی آبائی میراث ہے، ان کی صلاحیتوں کے جوہر میدان جنگ ہی میں کھلتے ہیں۔ بہادری اور عزت کے لئے مرمٹنا ان عربوں کو زمانہ جاہلیت سے وراثت میں ملا ہے جسے اسلام نے آ کر برقرار رکھا بلکہ حقانیت کی مہمیز اور بھی دے دی۔ ہمارے رسول ایسے ہی بلند اخلاق کی تکمیل فرمانے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے۔

امریکیو: یہ فدائی نوجوان موت کے بعد جنت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کا ایمان ہے کہ میدان جنگ میں کود پڑنے سے اجل قریب نہیں آجاتی نہ پیٹھ دکھانے سے اجل دور ہو جاتی ہے۔

ماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا موجلا. (آل عمران ۱۴۵)

بغیر حکم الٰہی کے کوئی مر نہیں سکتا، خدا کا مقرر کیا ہوا وقت ہے۔ (جس پر موت آتی ہے۔)

یہ اس حدیث رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

یاغلام انی اعلمک کلمات احفظ اللہ یحفظک، احفظ اللہ تجدہ تجاھک، اذا سالت فاسأل اللہ، واذا استعنت فاستعن باللہ، واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشی، لم ینفعوک الا بشی قد کتبہ اللہ لک، ولو اجتمعوا علی ان یضروک

بشی، لم یضروک الا بشی قد کتبہ اللہ علیک، رفعت الأقلام و جفت الصحف ")
(صحیح الجاع الصغیر)
" برخوردار میں تمہیں کچھ باتیں سکھا رہا ہوں اللہ کو یاد رکھو وہ تمہارا خیال رکھے گا۔ اس کو یاد رکھو گے تو ہر وقت تم اسے اپنی جانب متوجہ پاؤ گے۔ جب مانگو تو اس سے مانگو، مدد طلب کرو تو صرف اس سے، اور یاد رکھو اگر ساری دنیا بھی تمہیں کوئی فائدہ پہنچانے کے لئے اکٹھی ہو جائے تو کوئی فائدہ نہ پہنچا پائے گی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی تمہاری قسمت میں لکھ رکھا ہے، اور اگر دنیا تمہیں کوئی ضرر پہنچانے کے لے اکٹھی ہو جائے تو بھی تمہارا بال بیکا تک نہیں کر سکتی مگر اتنا ہی جو اللہ نے تمہاری قسمت میں لکھ رکھا ہے (تقدیر کی) قلمیں لکھ چکیں اور اس کی سیاہی سوکھ چکی"

جب موت کا وقت ٹلنے والا نہیں تو بزدل کی موت مرنا ہمارے لئے عار اور شرم کی بات ہے۔ سو شہادت کی موت ان نوجوانوں کی آرزو ہے۔ شہادت کے بارے میں یہ آیات ان کے ایمان کو دوبالا کرتی ہیں۔

والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالھم، سیھدیھم ویصلح بالھم، وید خلھم الجنۃ عرفھالھم (محمد: ۴۔۶)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں گے اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ وہ ان کی رہنمائی کرے گا، ان کا حال درست کر دے گا، اور ان کو اس جنت میں داخل کرے گا جس سے وہ ان کو واقف کرا چکا ہے۔

ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، بل احیاء ولکن لاتشعرون (البقرہ ۱۵۴)

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو، ایسے لوگ، تو حقیقت میں زندہ ہیں، مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا"۔

ویقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ان فی الجنتہ مائۃ درجۃ اعدھا اللہ للمجاھدین فی سبیل اللہ مابین الدرجتین کما بین السماء والارض (صحیح الجامع الصغیر)

"جنت میں سو درجے ہوں گے جو اللہ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ پھر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان (حدیث نبوی صحیح الجاع الصغیر)

ویقول ایضاً، (افضل الشھداء الذین ان یلقوا فی الصف لا یلفتون وجوھھم حتی یقتلوا اولئک یتلبطون فی الغرف العلی من الجنتہ، ویضحک الیھم ربک، واذاضحک ربک الی عبد فی الدنیا فلا حساب علیہ) (اخرجہ احمد بسند صحیح)

"بہترین شہید وہ ہیں کہ جن کی دشمن کی صفوں سے مڈھ بھیڑ ہو تو ادھر ادھر نہیں دیکھتے جب تک جان نہ دیدیں۔ یہی ہیں جو بہشت بریں کے بالاخانوں میں ٹھاٹھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے خندہ فرماتا ہے۔ اور سنو جس بندے کے لئے دنیا میں تمہارا رب خندہ فرمائے تو اس کا حساب نہ ہوگا" (حدیث نبوی مسند احمد)

ویقول ایضاً (الشھید لایجد الم القتل الا کمایجد احدکم مس القرصۃ) صحیح الجاع الصغیر)

"شہید کو قتل کئے جانے کی تکلیف اس سے زیادہ نہیں ہوتی جتنی تم میں سے کسی کو چٹکی کے کاٹے سے ہوتی ہے"

ويقول ايضاً (ان للشهيد عندالله خصالا ان يغفرله من اول دفعة من دمه ويرى مقعده من الجنته ويحلى حلية الايمان، ويزوج من الحور العين، ويجار من عذاب القبر ويامن من الفزع الاكبر، ويوضع على رأسه تاج الوقار الياقوتة منه خير من الدنيا ومافيها، ويزوج اثنتين وسبعين من الحور العين، ويشفع فى سبعين انساناً من اقاربه) اخرجه احمد والترمذى بسند صحيح)

"شہید کے لئے اللہ کے ہاں یہ اعزازات ہیں اس کا خون بہنے لگتا ہے تو اسی وقت اسے مغفرت کا پروانہ دیا جاتا ہے، اسے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے، ایمان کی خلعت پہنائی جاتی ہے، حور عین سے بیاہا جاتا ہے، عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے، فزع اکبر سے بے خوف ہوتا ہے، اس کے سر پر عزت کا تاج سجایا جاتا ہے۔ اس تاج میں جڑا ہوا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔ پھر بہتر حوروں سے اس کی شادی ہوتی ہے اور اپنے ستر رشتہ داروں کے لئے شفاعت کا اختیار رکھتا ہے۔" (حدیث نبوی مسند احمد و ترمذی بسند صحیح)

سو ان نوجوانوں کا ایمان ہے کہ تمہارے ساتھ قتال کرنے کا اجر ہر عمل سے بڑھ کر ہے۔ تمہیں جہنم بھیج کر جنت میں جانے کے سوا ان کو کوئی فکر نہیں۔ حدیث نبوی کے مطابق ایک کافر اور اس کا قاتل دوزخ میں اکٹھے نہ ہونگے۔ یہ صبح شام ان آیات کا ورد اور تلاوت کرتے ہیں۔

قاتلوا هم يعذبهم الله بايديكم ويخزهم وينصركم عليهم ويشف صدور قوم مومنين (التوبة ١٣)

"ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا۔

ان کے پیش نظر اپنے نبی کا اعلان ہدر ہر دم رہتا ہے (حدیث)

والذى نفس محمد بيده لا يقاتلهم اليوم رجل فيقتل صابرا محتسباً مقبلاً غير مدبر الا ادخله الله الجنة

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ان کافروں سے آج جو بھی قتال کرے صبر و عزیمت اور امید اجر کے ساتھ آگے بڑھے اور پیچھے ہٹنے کا نام نہ لے اور اس حالت میں جان دے دے اللہ تعالیٰ ضرور بضرور اسے جنت میں داخل کرے گا۔ آپ نے پھر فرمایا۔ (قوموا الى جنة عرضها السموات والارض)

"اٹھو جنت کی طرف بڑھو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جتنی ہے"

ان کی زبان پر یہ آیت رہتی ہے فاذا لقيتم الذين كفروا فضرب الرقاب....) الآيته (محمد ۴)

"جب تم کافروں کے آمنے سامنے ہو جاؤ تو (پھر کیا ہے) بس گردنیں اڑا دو" (سورہ محمد ۴) اس لئے یہ نوجوان تم سے بات چیت یا مذاکرات کے شوقین نہیں تمہاری گردنیں اڑانے کے خواہش مند ہیں۔ ان کا جواب تمہارے لئے وہی ہے جو ان کے جد امجد امیرالمؤمنین ہارون الرشید نے تمہارے دادا نقفور کو دیا تھا

جب اس نے ہارون الرشید کو دھمکی آمیز خط لکھا تھا تو ہارون الرشید نے یہ جواب دیا تھا۔

من هارون الرشيد امير المؤمنين الى نقفور كلب الروم، الجواب ماترى لا تسمع.

امیر المؤمنین ہارون الرشید کی طرف سے رومی کتے نقفور کے نام اپنے خط کا جواب تمہیں سننے کی ضرورت نہیں، اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے" اور یہ کہنے کے بعد نقفور کو وہ سبق سکھایا تھا جو ساری دنیا جانتی ہے۔

سو امریکی وزیر دفاع صاحب:۔

آج تم نے ان مجاہد نوجوانوں کو جو "بزدل دہشت گرد" کہا ہے۔ اس کا جواب بھی تمہیں سننے کی ضرورت نہیں، اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ ان نوجوانوں نے افغانستان میں پورے دس سال تک کاندھوں پر بندوقیں لٹکا کر رکھی ہیں۔ اب اللہ سے ان کا یہ عہد ہے کہ یہ بندوقیں تب تک نہ اتریں گی جب تک تم ذلیل ورسوا ہو کر جزیرہ عرب سے نکل نہ جاؤ۔ جب تک ان کی جان میں جان ہے اور بازوؤں میں دم خم ہے یہ اس عہد کو پورا کریں گے۔

امریکیو! تم نے صحابہ کی اولاد کو "بزدل دہشت گرد" کہا ہے اور سرزمین حرمین سے نہ نکلنے کی دھمکی دی ہے۔ طاقت کے نشے میں چور ہو کر تم یہ بہت بڑی حماقت کر بیٹھے ہو۔ اب ان شاء اللہ اس کا خمیازہ تم بھگت کر رہو گے۔ تمہارا علاج دنیا میں صرف ہمارے ہی پاس ہے۔ تمہاری قسمت تمہیں جہاں کھینچ لائی ہے وہ تمہارے طبعی انجام کے لئے سب سے مناسب ہے۔ یہاں تم کو زندہ زمین میں گاڑ دینا ہر مسلمان دل کی سب سے بڑی آرزو ہے۔ اپنی سرزمین پر تمہارے مسلح اور غاصبانہ تسلط کو ختم کرنے کے لئے ہماری "دہشت گردی" ایک ایسا فرض ہے جو ہماری شریعت کا بھی تقاضا ہے اور عقل کا بھی۔ دنیا کے ہر عرف اور قاعدے کی رو سے یہ ہمارا حق بلکہ فرض ہے۔ اپنے گھر کی حفاظت کا حق تو دنیا ہر جاندار تک کو دیتی ہے۔ تمہاری مثال اس کے سوا کیا ہے کہ کسی گھر میں کوئی موذی سانپ آگھسے تو گھر کے باسیوں کو اس کا سر کچلنا ہی پڑے گا، سخت نامعقول ہوگا جو کسی موذی کو اپنے گھر میں رہنے دے۔ سخت بزدل ہوگا جو اپنی سرزمین میں تمہاری مسلح موجودگی کو چین اور آرام سے برداشت کرتا رہے۔

یہ بھی سن لو کہ ہمارے فدائی نوجوانوں اور تمہارے تنخواہ دار فوجیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ تمہیں اپنے فوجیوں کو جنگ کے لئے قائل کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ ہمیں اپنے نوجوانوں کو روک روک کر رکھنا پڑتا ہے اور باری کے انتظار میں صبر کی تلقین کرنی مشکل ہو جاتی ہے۔ دنیا کیا جانے ان نوجوانوں کی عظمت کو۔ جب بڑے بڑے حکومت کی گمراہ کن تسلیوں اور دلاسوں میں آگئے اور نادانی سے مسجد اقصیٰ اور حرمین کی سرزمین صلیبی افواج کو دے دینے کے لئے فتوے دینے اور قرآن و حدیث کی نصوص کو توڑنے مروڑنے لگ گئے تھے، تب یہ نوجوان ہی تھے جو امت کی آخری امید بن کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

جہاں تک تم امریکیوں کا تعلق ہے تو دنیا بھر میں امت مسلمہ کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، جو ظلم و فساد اور بے حرمتی تمہارے یہودی بھائیوں کے ہاتھوں فلسطین اور لبنان میں ہو رہی ہے اور تم ان پر اسلحہ اور

دولت کی بارش کر رہے ہو، ہم اس کی ساری ذمہ داری تم پر ڈالتے ہیں۔ عراق کے وہ چھ لاکھ بچے جو تمہاری وحشیانہ حصار بندی اور خوراک اور دواؤں کی عدم دستیابی کے سبب بے موت مرے ہیں، وہ معصوم بچے ہمارے ہی بچے تھے۔ سعودی حکومت کے شانہ بشانہ تم بھی اس معصوم خون کے جوابدہ ہو۔ تمہاری یہ سب کارروائیاں تمہارے مسلمانوں کے ساتھ معاہدے ختم کر دینے کے لئے کافی ہیں کیونکہ جب قریش نے مسلمانوں کے حلیف بنو خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی مدد کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ ختم کرا دیا اور قریش کے ساتھ جنگ از سر نو شروع کر کے مکہ فتح کر لیا تھا۔ ایک یہودی نے مدینہ کی ایک مسلمان عورت کے ساتھ بد تمیزی کی تھی تو آپ نے تمام بنو قینقاع کے ساتھ اپنا معاہدہ ختم قرار دے دیا تھا۔ اب تمہارے لاکھوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے کے بعد کوئی معاہدہ کیسے باقی رہ سکتا ہے؟ اسی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو یہ فتوی دیتے ہیں کہ مسلمان ملکوں میں صلیبی دشمن افواج کے جان و مال شرعاً محفوظ ہیں وہ صرف حکومتوں کے پڑھائے ہوئے سبق سنا سنا کر اپنی جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے جزیرہ عرب میں ہر قبیلہ پر جہاد فی سبیل اللہ واجب ہے اور قابض دشمنوں سے اپنی سرزمین کو پاک کرنا ان کا فرض ہے۔ ان کافروں کی جان اور مال حلال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی آیت السیف میں فرما رکھا ہے۔

فاذا انسلخ الاشھرالحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوالھم کل مرصد. التوبة

"پس حرام مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو قتل کرو جہاں پاؤ اور انہیں پکڑو اور گھیرو اور ہر گھات میں ان کی خبر لینے کے لئے بیٹھو"۔

اس وجہ سے امت کے یہ نوجوان جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو ذلت کے گڑھے سے نکالنے کے لئے جہاد اور بارود کے علاوہ آج اور کوئی راستہ نہیں۔

عالم اسلام کے نوجوانو! تم افغانستان اور بوسنیا میں جان و مال اور زبان و قلم کے ساتھ جہاد کر چکے ہو۔ مگر معرکہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ ابھی بیٹھنے کا وقت نہیں آیا۔ تمہیں غزوہ احزاب کے موقع پر پیش آنے والی حدیث جبریل یاد کرنا چاہیے۔

(فلما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الی المدینة لم یکن الا ان وضع سلاحه ، فجاء ہ جبریل، فقال اوضعت السلاح؟ واللہ ان الملائکة لم تضع اسلحتھا بعد، فانھض بمن معک الی بنی قریظة، فانی سائر امامک ازلزل بھم حصونھم واقذف فی قلوبھم الرعب، فسار جبریل فی موکبه من الملائکة ورسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی اثرہ فی موکبه من المھاجرین والانصار....) (رواہ البخاری)

(غزوہ احزاب سے) فارغ ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر ابھی ہتھیار رکھے ہی تھے کہ جبریل آپ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کیا آپ نے ہتھیار رکھ بھی دیے! واللہ فرشتوں

نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے۔ آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر بنی قریظہ کی طرف نکلیں، میں آپ کے آگے آگے چل کر ان کے قلعوں کو لرزاتا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالتا ہوں، چنانچہ جبریل اپنے فرشتوں کا لشکر لئے آگے چل رہے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے پیچھے اپنے مہاجرین و انصار کو لے کر چل رہے تھے۔۔۔ (حدیث شریف)

سو اے مسلم نوجوانو: تمہارا تو ایمان ہے کہ جو جان نہ دے موت اسے بھی آتی ہے اور ہمارے دین میں سب سے بابرکت موت وہ ہے جو اللہ کے راستے میں آئے۔ جنت کی ٹھنڈی چھاؤں اور میٹھے چشمے تمہارے ہی منتظر ہیں اور یہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

ایمان کے اس سفر میں آج ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں اور عورتیں بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ ان کا اسوہ و قدوہ رسول اللہ کے بعد پاک دامن صحابیات ہیں۔ انہی کی سی جرات و شجاعت، جذبہ قربانی، انفاق اور نصرت کی خواہش ہماری بہنوں کا دین و ایمان ہے۔ وہ جرات جو اس دین نے فاطمہ بنت خطاب میں پیدا کر دی تھی اور وہ اپنے بھائی عمر بن خطاب کو (قبول اسلام سے پہلے) للکار کر کہہ دیتی ہیں "اے عمر اگر حق تمہارے دین میں نہ ہوا تو؟" وہ فدائیت اور جذبہ قربانی جس کا مظاہرہ اسماء بنت ابی بکر روز ہجرت فرماتی ہیں اپنی اوڑھنی کے دو پارچے کر کے ایک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھانا باندھ دیتی ہیں اور ایک خود اوڑھ کر ذات النطاقین کا اعزاز پاتی ہیں۔ وہ بہادری اور جذبہ نصرت جو نسیبہ بن کعب کی یادگار بنتا ہے جب وہ احد کے روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے بارہ زخموں کے ساتھ چور ہو گئیں اور کندھے کا زخم تو اتنا گہرا تھا کہ دیکھا نہ جاتا۔ وہ انفاق اور جودوسخا کہ اللہ کے راستے میں غازیوں کے لشکر تیار کرنے کے لئے صحابیات اپنے زیور اتار اتار کر لٹانے لگتی ہیں۔ آج ان ہی واقعات کو ہماری بہنوں نے بھی دہرایا ہے۔ افغانستان، بوسنیا، اور چیچنیا میں اپنے بھائیوں، بیٹوں اور شوہروں کو جہاد کے لئے رخصت کرتی رہی ہیں اور اپنے زیور اتار کر اللہ کے راستے میں لٹاتی رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیاں قبول کرے، ان کے بیٹوں، بھائیوں اور شوہروں کو ظالموں کی جیلوں سے آزاد کرائے اور ان کو اعلائے کلمۃ اللہ کے راستے میں فدائیت اور قربانی پر ثابت قدم رکھے۔ ہماری یہ بہنیں صرف بہادر مردوں کے لئے روتی ہیں اور انہی کی بہنیں کہلانے پر فخر کرتی ہیں۔

برادران اسلام!

سرزمین حرمین اور فلسطین میں آپ کے بھائی آپ سے نصرت اور مدد کی اپیل کرتے ہیں۔ آپ سے امید رکھتے ہیں کہ ان کے اور آپ کے مشترکہ دشمن (امریکہ اور اسرائیل) کے خلاف جہاد میں آپ ان کے شانہ بشانہ شریک ہوں اور مقامی اور عالمی طور پر ان دشمنوں کو زچ کرنے اور زک اٹھانے پر مجبور کرنے کی خاطر ہر ممکن طریقہ اختیار کریں۔ اس مقصد کے لئے ہر مسلمان حسب استطاعت اپنا فرض ادا کرنے سے

کوتاہی نہ کرے۔ اللہ کا نام لے کر اس کاروان عزیمت میں شریک ہو جائیے اور صدق و وفا کے پیکر بن کر دکھائیے۔ یاد رکھیے امت مسلمہ کے مقدس مقامات کو کفار سے پاک کرنے کے اس مبارک عمل میں شرکت اور تعاون کے لئے آپ کا اتحاد اس عظیم مقصد کی جانب ایک زبردست قدم ہوگا جس کے لئے آنکھیں ترس گئی ہیں اور وہ یہ کہ امت مسلمہ پرچم توحید تلے متحد ہو جائے آج اس موقع پر ہمارے پاس اللہ کے حضور دست سوال دراز کرنے کے سوا کوئی تدبیر نہیں۔

اے اللہ ہمیں لغزشوں سے پاک کر اور نیکی کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ آج اسلام کے سچے عالم اور امت کے صالح نوجوان طاغوتی زندانوں میں پڑے ہیں، اے اللہ توان کو رہائی نصیب فرما، ان کو ثابت قدم رکھ اور ان کے گھروں کی نگہبانی کر۔

اے اللہ آج صلیب کے پجاری اپنا سارا لاؤ لشکر لے کر ہم پر چڑھ دوڑے ہیں اور سرزمین حرمین کو دستنگیں کر چکے ہیں۔ یہود مسجد اقصیٰ کی سرزمین پر فساد پھیلارہے ہیں۔ سوا اے اللہ ان کا شیرازہ بکھیر دے، ان کی وحدت کو پارہ پارہ کر دے، ان کی ذلت کو آسان فرما اور ان کے قدموں تلے زمین کو لرزا دے۔

اے اللہ ان کا یوم سیاہ قریب کر دے۔ ان پر ہمیں اپنی قدرت کے کمالات دکھا۔ اے اللہ یہ نوجوان تیرے دین کی نصرت اور تیرے پرچم کی بلندی کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اے اللہ تو ان کے دلوں کو مضبوط کر اور اپنی جناب سے ان کی مدد فرما، ان کو ثابت قدم رکھ اور ان کے وار کو نشانے پر بٹھا۔ ان کے دلوں اور صفوں کو یکجا فرما۔

اے اللہ اس امت کو بھلائی کی وہ منزل نصیب کر جہاں تیرے فرمانبرداروں کی عزت ہو، تیرے نافرمانوں کی ذلت ہو، معروف کا حکم دیا جاتا ہو اور منکر سے روکا جاتا ہو۔

اللهم انا نجعلک فی نحورهم ونعوذبک من شدورهم اللهم منزل الكتاب، ومجری السحاب، وهازم الاحزاب اهزمهم وانصرنا عليم اللهم انت عضدنا وانت نصيرنا ،، بک نحول، وبک نصول، وبک نقاتل، حسبنا الله ونعم الوكيل

ربنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين ربنا ولا تحمل علينا اصراً كما حملته على الذين من قبلنا، ربنا ولا تحملنا مالا طاقته لنا به واعف عناء اغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين. وصلى اللهم على عبدك ورسولک محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا.

وآخر دعوانا ان الحمدالله رب العالمين

اسامہ بن لادن

جمعہ: ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۷ء

۲۳ اگست ۱۹۹۶ء

ہندوکش۔ افغانستان۔